عبیداللہ طاہر فلاحی ★

رمضان المبارک: ضروری مسائل

سوال: ماہِ رمضان میں ہوائی جہاز میں افطار کا وقت کیا ہوگا۔

جواب: اگر کوئی روزہ دار ماہِ رمضان میں ہوائی جہاز میں سفر کر رہا ہے اور وہ روزے کو باقی رکھنا چاہتا ہے تو وہ غروبِ آفتاب کے بعد ہی افطار کرے گا۔ لیکن اس کے لیے وہ غروبِ آفتاب معتبر ہوگا، جو سب سے پہلے اس کے راستے میں واقع ہو۔

سوال: ایک ۸۵ سالہ سن رسیدہ خاتون صاحبِ فراش (مریض) ہیں۔ وہ بہ ذات خود قضائے حاجت کے لیے بھی نہیں اٹھ سکتیں۔ کیا ان پر نماز اور روزہ فرض ہے؟

جواب: اگر ان کے ہوش و حواس درست ہوں تو ان پر نماز فرض ہوگی۔ حسبِ استطاعت انھیں نماز ادا کرنی ہوگی۔ خواہ وہ اشارے ہی سے کیوں نہ ادا کریں۔ ارشادِ باری ہے: فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن:۱۶) 'جہاں تک تمھارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو۔' لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا (البقرہ:۲۸۶) 'اللہ کسی متنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمے داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔' اور آپ کا ارشاد ہے: اذا امرتکم بامر فاتوا منه ما استطعتم (صحیح بخاری، صحیح مسلم) 'جب میں تمھیں کسی بات کا حکم دوں تو اپنی استطاعت بھر اس پر عمل کرو۔' آپؐ نے حضرت عمران بن حصینؓ سے فرمایا: 'صل قائماً، فإن لم تستطع فقاعداً، فإن لم تستطع فعلی جنب' (صحیح بخاری) 'کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل پڑھو۔' ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: فإن لم تستطع فمستلقیاً (سنن نسائی) 'اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھو۔' لہٰذا روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزہ رکھیں۔ ورنہ ہر دن کے روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور

★ اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ

ان روزوں کی قضا واجب نہیں ہوگی۔ کھانے کی کمیت و کیفیت کے سلسلے میں متداول عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔ البتہ اگر انھیں ہوش نہ رہتا ہو تو ان سے نماز اور روزہ دونوں ساقط ہوجائیں گے۔

سوال: کتنے کلومیٹر کی دوری پر مسافر کے لیے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے، اور اگر حالتِ سفر میں روزہ رکھ لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جمہور علمائے کرام کے نزدیک ۸۰ کلومیٹر کی مسافت پر مسافر کے لیے نماز قصر کرنے اور روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور اگر مسافر روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ درست ہوگا۔ البتہ اگر روزہ رکھنے میں مشقت ہو تو روزہ نہ رکھنا ہی بہتر ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہے: لیس من البر الصوم فی السفر (صحیح بخاری، صحیح مسلم) 'سفر میں روزہ رکھنا نیکی کا کام نہیں'۔

سوال: بیشتر ڈرائیور حضرات پورے سال گاڑی چلاتے ہیں اور سفر کی حالت میں رہتے ہیں۔ تو ان کے لیے رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ اس کی قضا کب یا کیسے کریں گے؟

جواب: اگر ان کے سفر کی دوری قصر کی مسافت کی بقدر یا زائد ہو تو ان کے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ لیکن اگلے رمضان کی آمد سے قبل ان کو اپنے روزوں کی قضا کرنی ہوگی۔ ارشاد باری ہے: وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (البقرہ: ۱۸۵) 'اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے۔' اپنی سہولت کے مطابق وہ قضا کے ایام کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

سوال: اگر میں ماہِ رمضان میں اپنے شہر سے دوسرے کسی شہر کا سفر کروں اور وہاں تین دن قیام کا ارادہ ہو تو مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہوگا یا نہیں، اور ایسی صورت میں، میں نمازیں قصر ادا کروں یا مکمل؟

جواب: اگر آپ قصر کی مسافت کی بقدر سفر کریں اور تین دن کے قیام کا ارادہ رکھتے ہوں تو ان ایام میں آپ کے لیے روزہ چھوڑنے اور نماز قصر کرنے کی گنجائش ہے۔ اس لیے کہ اتنے دنوں کے قیام سے سفر کا حکم ختم نہیں ہوتا۔ خواہ آپ نے آغاز سفر سے ہی اتنے دنوں کے

قیام کا ارادہ کرلیا ہو۔ اس لیے کہ نبی کریمؐ سے ثابت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعے پر آپ نے مکے میں چار روز قیام کیا اور نمازیں قصر کرتے رہے۔ البتہ آپ روزہ رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں اور بہتر ہوگا کہ آپ تنہا نماز پڑھنے کی بجائے جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔

سوال: کیا ماہِ رمضان میں روزہ چھوڑنے کی رخصت کی شرط یہ ہے کہ سفر پیدل یا جانور پر کیا جائے؟ کیا پیدل یا جانور پر سفر اور گاڑی، ریل یا ہوائی جہاز کے سفر میں کوئی فرق ہے؟ کیا ناقابلِ برداشت تھکن اور پریشانی کا پایا جانا بھی اس کی شرائط میں سے ہے؟ اور اگر مسافر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: قصر کی مسافت کی بہ قدر سفر میں ہر مسافر کے لیے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ خواہ وہ پیدل سفر کر رہا ہو یا کسی سواری (جانور، گاڑی، ریل، ہوائی جہاز) پر۔ اور خواہ اسے ناقابلِ برداشت پریشانی اور تھکن لاحق ہو یا نہیں اور چاہے اسے بھوک، پیاس محسوس ہو رہی ہو یا نہیں۔ اس لیے کہ شریعت نے مطلقاً بغیر شرط کے قصر کی مسافت کی بہ قدر سفر پر روزہ چھوڑنے اور نماز قصر کرنے کی اجازت دی ہے۔ صحابہ کرامؓ آپؐ کے ساتھ ماہِ رمضان میں سفر کرتے تھے۔ کچھ روزہ رکھتے اور کچھ نہیں رکھتے۔ لیکن کوئی دوسرے پر نکیر نہیں کرتا تھا۔ البتہ اگر گرمی کی شدت یا لمبی مسافت کی وجہ سے روزہ رکھنا دشوار ہو تو اسے ترک کرنا ضروری ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

> كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر، فصام بعض وأفطر بعض، فتحزم المفطرون و عملوا، وضعف الصائمون عن بعض العمل، قال، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ذهب المفطرون اليوم بالأجر (صحيح بخاری و مسلم)
>
> 'ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر تھے، بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں، روزہ نہ رکھنے والوں نے کافی مستعدی کے ساتھ کاموں میں حصہ لیا، جب کہ روزہ رکھنے والے زیادہ کام نہ کر سکے، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'آج روزہ نہ رکھنے والے ثواب میں بازی مار لے گئے۔'

البتہ اگر سفر میں کوئی ناگہانی صورت حال پیش آجائے جس کی وجہ سے روزہ توڑنا ضروری ہوجائے تو روزہ توڑنا واجب ہوجاتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:

سافرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى مكة و نحن صيام، قال: فنزلنا منزلاً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: 'إنكم قد دنوتم من عدوكم و الفطر أقوى لكم'، و كانت عزمة فأفطرنا، ثم قال: لقد رأيتنا نصوم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك في السفر (صحيح مسلم)

'ہم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کے سفر پر نکلے، ہم روزے سے تھے، ایک جگہ قیام کیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تم لوگ اپنے دشمن کے قریب پہنچ گئے ہو اور روزہ نہ رکھنا تمھارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہوگا'، یہ آپؐ کی جانب سے ایک رخصت تھی، چنانچہ بعض حضرات نے روزہ رکھا اور بعض نے نہیں، پھر ہم نے ایک جگہ اور قیام کیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تم لوگ صبح تک اپنے دشمن کو جا لو گے اور روزہ نہ رکھنا تمھارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہوگا، لہٰذا روزہ توڑ دو'۔ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا، چنانچہ ہم نے روزہ توڑ دیا۔ اس واقعے کے بعد بھی ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں روزہ رکھا۔'

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فرأى رجلاً قد اجتمع الناس عليه، و قد ظلل عليه، فقال: 'ماله؟' قالوا: رجل صائم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: 'ليس من البر أن تصوموا في السفر (صحيح بخاریؒ، صحيح مسلمؒ)

'آپؐ ایک سفر میں تھے، آپؐ نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں اور اس پر سایہ کر رہے ہیں، آپؐ نے دریافت فرمایا: 'اسے کیا ہوا ہے؟' لوگوں نے بتایا کہ یہ روزے سے ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا: 'سفر میں روزہ رکھنا نیکی کا کام نہیں ہے۔'

سوال: رمضان کے روزے کی نیت رات میں کرنی ضروری ہے یا دن میں بھی کی جاسکتی ہے۔ جیسے کوئی چاشت کے وقت بتائے کہ آج رمضان کا آغاز ہوگیا ہے تو اس دن کا روزہ رکھنا چاہیے یا اس کی قضا کرنی ہوگی؟

جواب: رمضان کے روزے کی نیت فجر سے پہلے رات ہی میں کرنی ضروری ہے۔

دن چڑھے تک نیت نہ کرنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ جسے چاشت کے وقت معلوم ہوا کہ آج رمضان کا آغاز ہوگیا ہے اور اس نے روزے کی نیت کرلی تو اس پر غروبِ آفتاب تک مفطراتِ صیام سے بچنا واجب ہوگا البتہ بعد میں وہ اس دن کی قضا بھی کرے گا۔ حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام لـــــه** (مسند احمدؒ، سنن ابوداوٗدؒ، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ) 'جس نے روزے کی نیت فجر سے پہلے نہیں کی تو اس کا روزہ نہیں ہوا۔' یہ حکم فرض روزے کے بارے میں ہے۔ نفل روزے کی نیت دن میں کرنا بھی جائز ہے۔ بہ شرطے کہ فجر کے بعد مفطراتِ صیام سے بچا رہا ہو۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہی: **'أنـــه صلـى الـلـه علـيـه وسلم دخل عليها ذات يوم ضحى فقال: 'هل عندكم شیٔ؟' فـقـالـت: فـقـال: 'إني إذا صائم '** (صحیح مسلم) 'ایک دن آپؐ چاشت کے وقت گھر تشریف لائے اور پوچھا: 'کچھ کھانے کو ہے؟' آپؓ نے فرمایا: نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تب میں روزے سے ہوں۔'

سوال: اگر کوئی شخص رمضان میں جان بوجھ کر کچھ کھالے، پھر توبہ کرے تو کیا اس کی توبہ قبول ہوگی؟

جواب: ہاں، اس کی توبہ قبول ہوگی جب کہ توبہ کی شرائط پائی جائیں۔ توبہ کی شرائط یہ ہیں: گناہ پر ندامت کا احساس، ترکِ گناہ، دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عزم اور اگر کسی انسان کا حق واجب ہو تو اس سے معاف کرالیا جائے یا وہ حق ادا کردیا جائے۔ ارشادِ باری ہے: (طٰہٰ:۸۲) 'اور جو توبہ کرلے اور ایمان اور نیک عمل کرے، پھر سیدھا چلتا رہے، اس کے لیے بہت درگزر کرنے والا ہوں۔'

سوال: اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں فجر کے بعد غلبۂ شہوت کی وجہ سے اپنی بیوی سے ہم بستری کرلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت کا کفارہ یہ ہے کہ اس پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہوگا۔ عدمِ استطاعت کی صورت میں مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے گا۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کا کھانا کھلائے گا اور اس دن کے روزے کی قضا کے طور پر ایک دن روزہ

رکھے گا۔ اگر اس کی بیوی اس کے عمل سے رضامند تھی تو اس پر بھی یہی کفارہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ مجبور کی گئی تھی تو اس پر صرف ایک دن کی قضا واجب ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے، آپؐ فرماتے ہیں: بینما نحن جلوس عند النبی إذ جاء رجل فقال: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هلكت، قال: 'مالک؟' قال: وقعت علی امرأتی وأنا صائم، فقال: 'هل تجد رقبة تعتقها؟' قال: 'فهل تستطیع أن تصوم شهرین متتابعین؟' قال: لا، قال: فهل تجد إطعام ستین مسکیناً؟' قال: لا، قال: فمکث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: فبینما نحن علی ذلک أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرق فیها تمر، فقال: 'أین السائل؟' فقال: خذه فتصدق به' (صحیح بخاری، صحیح مسلم) 'ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں ہلاک ہوگیا۔ آپؐ نے پوچھا: 'کیا بات ہے؟' تو اس نے کہا: میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرلی۔ آپؐ نے پوچھا: 'تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو؟' اس نے کہا: نہیں، آپؐ نے پوچھا: 'مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتے ہو؟' اس نے کہا: نہیں۔ تو آپؐ نے پوچھا: 'ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟' اس نے کہا: نہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پھر آپؐ خاموش ہوگئے۔ اسی دوران آپؐ کے پاس ایک ٹوکری بھر کر کھجور آئی۔ آپؐ نے پوچھا: 'وہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟' اور پھر اس سے کہا: 'اسے لے جا کر صدقہ کردو۔'

اُس دن کے روزے کی قضا کی دلیل ابوداؤد اور ابن ماجہ کی بیان کردہ روایت ہے جس میں اس حکم کا اضافہ ہے: 'وصم یوماً مکانه' 'اور اس دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھو۔'

رضامندی کی صورت میں بیوی پر کفارے اور قضا کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ وہ بھی مرد کی طرح ہے اور مجبوری کی صورت میں کفارے کے عدم وجوب کی دلیل آپؐ کا عمومی فرمان ہے: 'إن اللہ تجاوز عن أمتی الخطأ والنسیان وما استکرهوا علیه' (سنن ابن ماجہ، صحیح ابن حبان) 'اللہ تعالیٰ نے میری امت سے وہ عمل معاف کردیا ہے، جو غلطی یا بھول چوک سے ہو یا جس پر انھیں مجبور کردیا جائے۔'

★★